ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-23
OPEN ACCESS
CC BY NC

ڈاکٹر محمد عطااللہ
صدرِ شعبہ اُردو، لاہور لیڈز یونیورسٹی، لاہور
ڈاکٹر محمد ارشد اویسی
صدرِ شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور
وسیم ارشد
معاون شعبہ اُردو، لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

اردو زبان پر نو آبادیاتی دور کے بالواسطہ احسانات

Dr. Muhammad Attaullah
Head, Department of Urdu, Lahore Leads University, Lahore.
Dr. Muhammad Arshad Ovaisi
Head, Department of Urdu, Lahore Garrison University, Lahore.
Waseem Arshad*
Assistant Department of Urdu, Lahore Garrison University, Lahore.

***Corresponding Author:** waseem.arshad388@gmail.com

Indirect Contributions of Neocolonial Era on Urdu Language

Cultural relations are established under the colonial system. In this system the colonizer gets monopoly at every level. Therefore, the above mentioned cultural relations are actually power relations. The metaphorist is in a position to create and enforce most forms of power (eg: political, academic, economic, educational, and artistic). They were popularized through educational and literary associations and books. This is the reason that nationalism, protest, resistance and dual personality attitudes in Urdu literature were the response to these narratives. While writing the history of Urdu language, the question often comes up as to what role the colonial rulers played in the promotion and development of Urdu language. What did there is no

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-23
ماخذ تحقیقی مجلہ

doubt that the influence of English language on Urdu is very deep and far-reaching.

Key Words: *Urdu Languages, Fort Villiam College, Colonial.*

اردو زبان کی تاریخ لکھتے ہوئے اکثر یہ سوال سامنے آتا ہے کہ نو آبادیاتی حکمرانوں نے اردو زبان کی ترویج اور ترقی میں کیا کردار ادا کیا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ انگریزی زبان کے اردو پر اثرات بہت گہرے اور دور رس ہیں۔ بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ موجودہ دور میں اردو زبان جس مقام پر ہے اس کے تمام منفی اور مثبت پہلو انگریز حکومت کے اقدامات کا براہ راست یا بالواسطہ نتیجہ ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ اس تمام بحث میں یہ بات طے شدہ ہے کہ انگریزی حکومتوں کی طرف سے اُردو زبان کی سرپرستی کے مقاصد لسانی اور ادبی نہیں تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب ۱۷۵۷ء میں جنگِ پلاسی میں فیصلہ کُن فتح حاصل کرنے کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی نے ایک تجارتی کمپنی کی بجائے حکمران جماعت کی حیثیت اختیار کرلی تو اسے دوسری ریاستوں سے معاملات طے کرنے اور بنگال کے انتظامی ڈھانچے کو چلانے کے لیے ایک ایسی زبان کی ضرورت شدت سے محسوس ہوئی جو رابطے کی زبان کا کردار ادا کرسکے۔ اُس دور میں دربارِ مغلیہ کی زبان فارسی تھی۔ مرہٹے بھی فارسی زبان استعمال کر رہے تھے۔ انگریزوں کو بھی لامحالہ فارسی زبان اپنانا پڑی۔ خصوصاً وارن ہیسٹنگز کی دلچسپی فارسی زبان سے بہت زیادہ تھی۔ لیکن وہ اپنے عہدِ حکومت میں مشرقی علوم اور زبانوں کی اشاعت و ترویج کے لیے کوئی عملی منصوبہ نہ بنا سکا۔ اُس کا دور ۱۷۷۲ء سے ۱۷۸۲ء تک تھا۔ ۱۷۸۹ء میں جب ولزلی ہندوستان پہنچا تو حالات انگریزوں کے حق میں نسبتاً بہتر تھے۔ چناں چہ وہ مختلف وجوہات کی بنا پر ایک ایسا تعلیمی ادارہ تشکیل دینے میں کامیاب ہوگیا جو مقامی زبان و ادب کی بالواسطہ خدمت کا باعث بنا۔ یہ ادارہ فورٹ ولیم کالج کے نام سے وجود میں آیا۔

اگرچہ فورٹ ولیم کالج کی اردو کے لیے بالواسطہ یا براہ راست خدمات ناقابلِ فراموش ہیں لیکن سیاسی سطح پر مشرقی علوم کی سرپرستی کا آغاز وارن ہیسٹنگز سے ہی ہو چکا تھا۔ اور بقول ڈاکٹر انور سدید اُس نے سنسکرت اور عربی کی تعلیم کے لیے کالج قائم کیے۔ فارسی ادب کا مطالعہ کیا اور کئی نظموں کے تراجم کروائے۔[1] لیکن فارسی اور عربی کی ترویج اور ترقی انگریز حکومتوں کے لیے مفید نہیں تھی۔ فارسی مغلوں کی سرکاری زبان تھی اور فارسی حکومت اور عوام کے درمیان رابطے کی زبان رہتی تو مغلوں کے اثر و رسوخ کا خاتمہ مشکل امر تھا۔ اس لیے لارڈ ولزلی نے ایک ایسے ادارے کے قیام پر زور دیا جو مقامی یعنی ہندوستانی زبان میں انگریز افسروں کو مہارت بہم پہنچائے۔ چناں چہ ہم

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-23

کہہ سکتے ہیں کہ اُردو کی سرپرستی کے پس منظر میں انگریزوں کا اوّلین مقصد فارسی کے غلبے سے چھٹکارا پانا تھا۔ بلکہ ڈاکٹر انور سدید کے بقول:

> "حقیقت یہ ہے کہ ولزلی نے فارسی اور اُردو میں اختلافات کی خلیج حائل کرنے کی بجائے ہندی، اُردو اور بنگالی کو الگ الگ زبانوں میں اُبھارنے اور محدود جغرافیائی خطّوں میں پھلنے پھولنے کا موقع فراہم کیا...... اور یوں مذہب کی عمودی اور ذات پات کی افقی تفریق میں زبان کے اختلاف کی تیسری جہت بھی شامل کر دی۔"(۲)

یعنی ایک طرف تو فارسی سے دامن بچا کر مغلوں کے اثرات کم کیے اور دوسری طرف مقامی زبانوں کے اختلاف کے ذریعے ہندوستانی رعایا کو تقسیم کرنے کا کامیاب منصوبہ تشکیل دیا۔ بہر صورت اس تخریب میں کچھ تعمیر بھی پوشیدہ تھی۔

اُردو زبان اور دیگر مقامی زبانوں کی سرپرستی کا دوسرا اہم مقصد انگریز افسروں کی تربیت تھا۔ حکمرانی کے تقاضے تھے کہ افسران مقامی طور طریقوں، رسوم و رواج اور زبانوں کے ساتھ ساتھ اِس خطے کی تاریخ سے بھی واقفیت رکھتے ہوں۔ اِس ضمن میں لارڈ ولزلی کا وہ خط بہت اہم ہے جو ایک مضمون کی صورت میں تحریر کیا گیا تھا اور ۱۸۔ اگست ۱۸۰۰ء میں کمپنی کے ڈائریکٹرز کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ اِس مضمون میں فورٹ ولیم کالج کے قیام کا جواز پیش کرتے ہوئے لارڈ ولزلی نے لکھا:

> "کسی کلکٹر مالگزاری کے لیے یا اُس کے ماتحت ملازم کے لیے ممکن نہیں کہ اپنے فرائض عام عدل و انصاف کے تقاضوں کے ساتھ انجام دے سکے۔ چاہے وہ فرائض مملکت سے تعلق رکھتے ہوں یا عام لوگوں سے تاوقتیکہ وہ ملک کی زبان سے، طور طریقوں سے اور رسم و رواج سے واقفیت نہ رکھتا ہو۔"(۳)

یہ اِسی سوچ کا نتیجہ تھا کہ قبل ازیں گورنر جنرل لارڈ ولزلی نے ۱۷۹۹ء میں سرکاری افسروں کی بنیادی اہلیت کے لیے مقامی زبانوں کی واقفیت کو لازمی قرار دیتے ہوئے انھیں گلکرسٹ کی اورینٹل سیمنری کے ہندوستانی درس میں شرکت کرنے کا حکم دیا۔ اس دور میں نوآبادیاتی حکمرانوں کے لیے مقامی زبان کا علم ازبس ضروری تھا۔ اُردو زبان کی سرپرستی کا ایک اور مقصد یہ بھی تھا کہ مقامی زبانوں کی ترویج سے ایسی تحریریں منظرِ عام پر لائی جائیں جن میں انگریز حکومت کی شان و شوکت، فیاضی، علم دوستی اور رعایا پروری کا چرچا کیا جائے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-23

ماخذ تحقیقی مجلہ

انگریز حکومت کی توسیع کے ساتھ جب دلّی اور آگرہ تک کے علاقے کمپنی کے زیرِ نگیں آ گئے تو برطانوی حکام کے لیے ایک اور مشکل پیدا ہوئی اور وہ تھی دفتری اور ماتحت عملے کی عدم دستیابی۔ ہماری تعلیمی سماجی اور لسانی تاریخ میں یہ بہت اہم مرحلہ تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس مرحلے پر اردو زبان معیشت سے وابستہ ہو رہی تھی اور علم کا مطلب خوشحالی کی صورت میں سامنے آ رہا تھا۔ چناں چہ حکومت کی اس شدید ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے دلّی کالج کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اِس ادارے میں مقامی لوگوں کو تعلیم دینے کا اہتمام کیا گیا تاکہ ماتحت اور دفتری عملے کی کمی کو پورا کیا جا سکے۔ دلّی کالج میں سائنس اور دیگر جدید علوم کی تدریس کا انتظام اُردو زبان میں کیا گیا۔ اِس اقدام سے اُردو زبان کو بالواسطہ طور پر فائدہ ہوا لیکن انگریزوں کے مقاصد بنیادی طور پر سیاسی ہی تھے۔

جہاں تک اِس بات کا تعلق ہے کہ اُردو زبان و ادب کی سرپرستی سے انگریزوں نے کیا سیاسی فائدہ اُٹھایا تو بلاشبہ انگریز حکومت کے ہندوستان میں قدم جمانے میں اُردو اور دیگر مقامی زبانوں کے فروغ کا بہت اہم کردار ہے۔ فورٹ ولیم کالج اور بعد ازاں دلّی کالج کا قیام اُس زمانے میں عمل میں آیا جب انگریز حکومت ہندوستان میں اپنی حیثیت کو منوانے اور سیاسی سطح پر ایک مستقل برتری کے حصول کے لیے کوشاں تھی۔ دوسری طرف وسعت پذیر حکومت کے تقاضے بڑھتے جا رہے تھے۔ خصوصاً انتظامی معاملات میں مقامی زبانوں سے ناواقفیت ایک ایسا مسئلہ تھا جس کا حل لازمی تھا۔ فارسی زبان اگرچہ سرکاری سطح پر رائج تھی لیکن ایک تو وہ سابقہ حکومتوں کی زبان تھی اور دوسرے یہ کہ مقامی سطح پر مروّج نہیں تھی۔ اُردو زبان رابطے کے لیے بہت اہم کردار ادا کر سکتی تھی اور اُردو زبان نے یہ کردار ادا کیا۔ اہم بات یہ ہے کہ دلّی کالج کا کردار یہ رہا کہ یہاں پہلے پہل مشرق و مغرب کے صحت مند عناصر کو یکجا کرنے کا عمل شروع ہوا۔[۴] مشرق اور مغرب کی اِسی یکجائی نے انگریزوں کو وہ مقامی طبقہ فراہم کیا جو نہ صرف اُن کی انتظامی مشینری کا حصہ بنا بلکہ تہذیبی سطح پر اُن کے پھیلاؤ کے خلاف ہونے والے ردِّ عمل میں کمی کا باعث بھی بنا۔ اِس سلسلے میں ماسٹر رام چندر، نذیر احمد اور محمد حسین آزاد کی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ مشرقی علوم اور زبانوں کی سرپرستی نے دہلی اور دوسرے مقامات پر ایک عمومی اطمینان کی کیفیت پیدا کر دی تھی اور عوام میں انگریز حکومت کے لیے مثبت جذبات کو فروغ دیا تھا۔ چناں چہ ہم دیکھتے ہیں کہ ۷۔ مارچ ۱۸۵۳ء کو گورنر جنرل لارڈ بنٹنگ نے کونسل کی منظوری سے مشرقی علوم اور دیسی زبانوں کی سرپرستی یک لخت ختم کرنے کے احکامات جاری کیے[۵] تو عوامی سطح پر شدید بے چینی اور عدمِ اطمینان کی کیفیت پیدا ہو گئی اور اِس حکم کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا۔ بعد ازاں لارڈ آکلینڈ نے اِس بے چینی کو محسوس کرتے ہوئے مشرقی علوم اور دیسی زبانوں میں تعلیم کی اجازت کی سفارش

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-23

ماخذ تحقیقی مجلہ

کی۔ لارڈ بنٹنگ کا مذکورہ بالا حکم نامہ بذاتِ خود اِس حقیقت کا غماز ہے کہ دیسی زبانوں خصوصاً اُردو اور مشرقی علوم کی سرپرستی انگریز حکومت کی وقتی اور سیاسی حکمتِ عملی تھی اور سیاسی مقاصد کے حصول کے بعد جب اس سرپرستی کی ضرورت نہ رہی تو تعلیمی وظائف بند کر دیئے گئے اور مشرقی زبانوں کی الگ جماعتوں کا وجود ختم کر دیا گیا۔

انگریز حکومت کی یہ حکمتِ عملی سیاسی سطح پر بڑے دُور رَس نتائج کی حامل تھی۔ سر سیّد احمد خان اور اُن کے رفقاء نے اصلاحِ معاشرہ کے لیے جو بھی کوششیں کیں اُن کا مرکزی نقطہ یہی تھا کہ مسلمان عصری تقاضوں سے باخبر رہتے ہوئے حکومتِ وقت کے ساتھ قدم ملا کر چلیں اور یہی انگریزوں کا مطمحِ نظر تھا۔ وہ ہندوستان میں ایک ایسا طبقہ پیدا کرنا چاہتے تھے جو انگریزی حکومت کا ہم خیال ہو۔ چناں چہ ہم دیکھتے ہیں کہ مقامی زبانوں کی سرپرستی سے انگریزوں نے سیاسی سطح پر بہت فائدے حاصل کیے۔ عربی اور فارسی کا اثر و رسوخ کم کر کے ایک طرف تو مسلمانوں کو اُن کے مرکزی نظریات سے دُور کرنے کی کوشش کی جس میں جزوی سطح پر کامیاب بھی ہوئے اور دوسری طرف عوام کی نفسیات سے مغلیہ عہدِ حکومت کے اثرات دُور کرنے میں بھی کامیاب ہوئے۔ ۱۸۵۳ء میں انگریزی زبان کے نفاذ کے بعد اگرچہ دلّی کالج میں اُردو بطور ذریعہ تعلیم موجود رہی لیکن انگریزی دان طبقہ بھی پیدا ہو گیا جو انگریزی تہذیب، تمدن، مذہب اور دیگر نظریات کی ترویج کا باعث بنا۔

عربی اور فارسی کے مقابلے میں اُردو کی سرپرستی کر کے انگریزوں نے سیاسی فوائد حاصل کیے لیکن بالواسطہ طور پر اِس اقدام سے اُردو زبان کو بہت ترقی ملی۔ ۱۷۷۲ء میں وارن ہیسٹنگز کے دورِ حکومت کے آغاز میں ہندوستان میں اُردو زبان زیادہ تر شاعری کی زبان تھی۔ نثر کے کچھ نمونے موجود تھے جو تکلف اور تصنع سے عبارت تھے۔ ۱۰۔ جولائی ۱۸۰۰ء میں جب فورٹ ولیم کالج کا آغاز ہوا تو یہی نثری نمونے نصابی ضروریات کے تحت سامنے آئے۔ لیکن اپنے مقفّٰی و مسجّع اسلوب کی وجہ سے نصاب کے معیار پر پورے نہ اُتر سکے۔ چناں چہ پروفیسر جان گلکرسٹ نے مشرقی ادب کے انہی نمونوں کو سلیس اور عام فہم اسلوب میں ترجمہ کرنے کا کام شروع کرایا۔ اس مقصد کے لیے ہندوستان کے اچھے لکھنے والوں کو جمع کیا اور ترجمہ و تالیف کا کام بڑے پیمانے پر شروع ہو گیا۔ ترجمہ کرنے والے ملازمین منشی کہلاتے تھے۔ ان کی تعداد ابتداء میں کم تھی لیکن ۱۸۰۳ء تک یہ تعداد بیالیس تک جا پہنچی۔ گلکرسٹ کے ہندوستان میں قیام کے دوران اُس کی کوششوں سے ساٹھ کے قریب کتابیں تصنیف، تالیف یا ترجمہ کی گئیں۔ (۶)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-23
ماخذ تحقیقی مجلہ

فورٹ ولیم کالج، انگریزوں کی طرف سے اُردو اور دیگر ہندوستانی زبانوں کی سرپرستی کا عملی اظہار تھا۔ اِس ادارے کے تحت اُردو زبان میں پہلی مرتبہ نثر کا ایسا ذخیرہ جمع ہوا جسے اُردو زبان کی ترویج اور ترقی کے لیے انتہائی مفید قرار دیا جاسکتا ہے۔ اِس ادارے کے تحت شایع ہونے والی نثری کتابوں کی کچھ تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

۱۔ جان گلکرسٹ:

I انگریزی ہندوستانی لغت

II ہندوستانی زبان کے قواعد

III لغت اور قواعد کا ضمیمہ

IV مشرقی زبان دان

(اِس کتاب میں اُردو رسم الخط استعمال نہیں کیا گیا)

V ہندوستانی زبان پر مختصر مقدمہ

VI ہندی کی آسان مشقیں

VII معلّم ہندوستانی

VIII ہندی الفاظ کی قرأت

IX مشرقی قصّے

X ہندی داستان گو

۲۔ میر امن دہلوی

I باغ و بہار

II گنجِ خوبی

۳۔ شیر علی افسوس

I باغِ اُردو

II آرائشِ محفل

۴۔ نہال چند لاہوری

مذہبِ عشق

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-23

۵۔ مظہر علی ولا

مشہور تصنیف "مادھونل اور کام کندلا" ہے۔ اِس کے علاوہ "تاریخِ شیر شاہی"، "جہانگیر شاہی" اور "بیتال پچیسی" وغیرہ تحریر کیں۔

۶۔ للّولال کوی

"پریم ساگر"، "راج نیتی"، اور "لطائف ہندی" وغیرہ۔

۷۔ خلیل علی خان اشک

"داستانِ امیر حمزہ"

۸۔ حیدر بخش حیدری

کہا جاتا ہے کہ یہ فورٹ ولیم کالج کے مصنّفین میں سے سب سے زیادہ کتابوں کے مصنف تھے۔ "قصّہ مہر وماہ"، "قصّہ لیلیٰ مجنوں"، "توتا کہانی"، "قصہ حاتم طائی (آرائشِ محفل)، "گلشنِ شہیداں" وغیرہ مشہور تصانیف ہیں۔

۹۔ میر بہادر علی حسینی

"نثرِ بے نظیر"، "اخلاقِ ہندی" وغیرہ

۱۰۔ مرزا علی لطف

"تذکرۂ گلشنِ ہند" مشہور تصنیف ہے۔

اِن مصنّفین کے علاوہ مرزا کاظم علی جواں، مولوی اکرم علی، بنی نرائن جہاں، مولوی امانت اللہ، مرزا جان طپش، شیخ حفیظ الدین، سیّد حمید الدین بہاری وغیرہ نے فورٹ ولیم کالج کی ملازمت کے دوران گراں قدر تصانیف رقم کیں۔

اُردو زبان و ادب کی تاریخ میں فورٹ ولیم کالج کی نثری خدمات ناقابلِ فراموش ہیں۔ اِس کالج نے اُردو زبان کو وہ بنیادی سرمایہ فراہم کیا جس پر آج کے دور کی اُردو کو ناز ہے۔ اِس اعتبار سے دیکھیں تو انگریزوں نے اُردو زبان کی سرپرستی کر کے جہاں سیاسی مقاصد حاصل کیے وہاں اُردو زبان کو نثر کے میدان میں اس قابل بنا دیا کہ بعد ازاں انہی بنیادوں پر سرسیّد اور اُن کے رفقاء ایسی نثری تخلیق کرنے میں کامیاب ہوئے جو اُردو زبان کی پختگی کا بیّن ثبوت تھی۔ فورٹ ولیم کالج کی نثری خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ڈاکٹر شمس الدین صدیقی رقم طراز ہیں:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-23
ماخذ تحقیقی مجلہ

"حقیقت یہ ہے کہ جدید اُردو نثر کا ظہور صحیح معنوں میں فورٹ ولیم کالج (کلکتہ) کے قیام کے بعد ہی ہوُا۔ کیونکہ کالج کے منتظمین نے اُردو میں سادہ سلیس نثر نگاری کا مقصد متعین کر کے کتابیں لکھوائیں اور اُنھیں چھپوانے کا بھی بندوبست کیا۔"(۷)

فورٹ ولیم کالج کے تحت تصنیف ہونے والی نثر کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ ادب کے جدید رجحانات کا آغاز بھی یہیں سے ہوا۔ تذکرہ نگاری کا فن اِس کی ایک مثال ہے۔ اِس سے پہلے لکھے جانے والے تذکروں کا نقص یہ تھا کہ اُن میں سنین و واقعات کی تعیین نہیں ہوئی تھی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اشخاص کے واقعاتِ زندگی کی تحقیق بھی مکمل نہ ہوئی تھی۔ اور مصنف کبھی کبھی کسی گروہ یا شاعر کے تذکرے میں جانبداری سے بھی کام لیتا تھا۔(۸) فورٹ ولیم کالج کے تحت اِن نقائص کی اصلاح کی گئی چناں چہ مرزا علی لطف کا تذکرہ "تذکرہ گلشنِ ہند" جو اُردو زبان کا پہلا تذکرہ ہے جو تحقیقی اور تاریخی میلان کی خاص ترقی کا مظہر ہے۔

فورٹ ولیم کالج میں اُردو نثر کو جو ترقی ملی، اِس کی بنیاد ادبی تھی۔ جب کہ دلّی کالج ایک ایسا مرکز بنا جہاں جدید سائنسی شعور کو بنیاد بنا کر ترجمے کا کام شروع ہوا اور اُردو زبان کو جدید علوم کی تدریس کے لیے استعمال کیا گیا۔ اِس سے پہلے اُردو زبان میں سائنسی کتب کا وجود نہ ہونے کے برابر تھا۔ اِس کمی کو پورا کرنے کے لیے دلّی کالج میں "دہلی ورنیکلر ٹرانسلیشن سوسائٹی" کی بنیاد رکھی گئی۔ اس سوسائٹی کے تحت جدید علوم پر مشتمل انگریزی کتابوں کے ترجمے کی ایک تحریک سی چل پڑی جس میں انگریز سرکار کے ساتھ ساتھ مقامی حضرات کی مالی معاونت بھی شامل تھی۔ اسی کالج کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے مولوی عبدالحق نے ناظمِ تعلیمات بنگال کا تعلیمی سال بابت ۱۸۳۶ء پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"یہ ہی وہ پہلی درسگاہ تھا، جہاں مشرق و مغرب کا سنگم قائم ہوا۔ ایک ہی چھت کے نیچے ایک ہی جماعت میں مشرق و مغرب کا علم و ادب ساتھ ساتھ پڑھایا جاتا تھا۔ اِس ملاپ نے خیالات کے بدلنے، معلومات میں اضافہ کرنے اور ذوق کی اصلاح میں جادو کا سا کام کیا...... اور ایک نئی جماعت ایسی پیدا کی جس میں سے ایسے پختہ روشن خیال اور بالغ نظر انسان اور مصنف نکلے جن کا احسان ہماری زبان اور سوسائٹی پر ہمیشہ رہے گا۔"(۹)

دلّی کالج نے اُردو نثر کو خالص علمی انداز میں پیش کیا اور اِس اعتبار سے اُردو زبان و ادب کو ایک نئی جہت سے روشناس کرایا۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 4, Issue 3, (July to Sep 2023)
https://doi.org/10.47205/makhz.2023(4-III)urdu-23

ماخذ تحقیقی مجلّہ

مجموعی طور پر دیکھیں تو انگریز حکومت کی طرف سے اُردو زبان کی سرپرستی خالصتاً سیاسی معاملہ تھا۔ اور بلاشبہ اِس اقدام کے نتیجے میں انگریز حکومتوں نے سیاسی مفادات کے حصول میں کامیابی بھی حاصل کی۔ لیکن بالواسطہ طور پر اِس اقدام کا اُردو زبان پر بہت اچھا اثر ہوا۔ وہی زبان جو سادہ نثر سے تہی دامن تھی ایک اچھے علمی اور ادبی ذخیرے کی حامل ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ایسی تعلیم یافتہ ہستیاں بھی سامنے آئیں جنہوں نے جدید علوم کی روشنی میں اُردو زبان و ادب کو فروغ دیا اور اس زبان کی ترویج و ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو نو آبادیاتی دور میں اردو زبان کی ترقی کی رفتار غیر معمولی طور پر تیز تھی۔ یہاں ترقی سے مراد جدید عالمگیر تقاضوں کے مطابق اردو زبان میں لسانی سطح پر نئی تشکیلات، اصنافِ ادب کی نئی صورتیں اور عملی زندگی سے اردو زبان کی ہم آہنگی ہے۔ اردو کو یہ تمام فوائد بالواسطہ طور پر حاصل ہوئے۔ بالکل اسی طرح جیسے ریل گاڑی حکمرانوں کے معاشی مقاصد کی تکمیل کے ساتھ ساتھ مقامی افراد کے لیے سفر کا آسان ذریعہ بھی بن گئی۔

حوالہ جات

۱۔ انور سدید، ڈاکٹر، اُردو ادب کی تحریکیں، انجمن ترقی اُردو پاکستان، کراچی، ۱۹۹۹ء، ص ۲۳۶

۲۔ ایضاً، ص ۲۳۸

۳۔ بحوالہ تبسم کاشمیری، ڈاکٹر، اُردو ادب کی تاریخ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۴۸۱

۴۔ ممتاز منگلوری، دلّی کالج کی علمی خدمات، مشمولہ: تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاک و ہند، جلد آٹھویں، طبع اوّل، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۷۱ء، ص ۷۸

۵۔ ایضاً، ص ۸۸

۶۔ محمد عتیق صدیقی، گلکرسٹ اور اُس کا عہد، انجمن ترقی اُردو ہند، دلّی، ۱۹۷۹ء، ص ۵۳

۷۔ شمس الدین صدیقی، ڈاکٹر، ادبی منظر، مشمولہ: تاریخ ادبیاتِ مسلمانانِ پاک و ہند، آٹھویں جلد، لاہور، پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۷۱ء، ص ۲۴

۸۔ ایضاً، ص ۴۶

۹۔ بحوالہ تبسم کاشمیری، ڈاکٹر، اُردو ادب کی تاریخ، ص ۵۰۴